مدینۃ المسیح

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ایام زیر رپورٹ میں جس شان و شوکت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی صداقت ظاہر ہوئی۔ کہ ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

وہ ان اصحاب سے پوچھنا چاہئے جنہیں خدا تعالےٰ نے ان ایام میں یہاں آنے کی توفیق بخشی جلسہ خدا کے فضل سے نہایت کامیاب اور بارونق ہوا جس کی کسی قدر بتفصیل کارروائی تو اسی اخبار کے دوسری جگہ درج ہے۔ مگر چند امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ حاضری پانچہزار سے زائد تھی۔ اور مستورات بھی اس دفعہ پہلے کی نسبت زیادہ تعداد میں آئی تھیں۔ جن کا مسجد اقصیٰ میں الگ جلسہ ہوتا رہا جناب حافظ روشن علی صاحب جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور جناب مولوی غلام رسول راجیکی اور مولوی ابراہیم صاحب کی تقریروں کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بھی ایک تقریر مستورات میں ہوئی۔ چونکہ کسی سال کے مستورات کے جلسہ کی روئداد مستور رہتی ہے۔ اس لئے اُمید نہیں کہ اس جلسہ کی روئداد شائع کر سکیں نہیں موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر کسی معزز خاتون نے جلسہ کے متعلق کچھ لکھ کر مرحمت فرمایا تو نہایت شکر گزاری کیساتھ درج اخبار کیا جائیگا۔

انتظام جلسہ بہت اچھا تھا اور منتظمین مہمانوں کی خاطر مدارات میں پوری کوشش اور سعی سے مصروف رہے۔ ۱۶ تاریخ جلسہ سے قبل خلاف توقع مہمانوں کے زیادہ تعداد میں تشریف لے آنے پر رات کو کھانا کھلانے میں دیر ہو گئی۔ لیکن جلسہ کے ایام میں پوری باقاعدگی اور انتظام کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا رہا۔

۱۷ تاریخ رات کو تعلیمی کانفرنس ہوئی جس کی رپورٹ ناظر صاحب صیغہ تعلیم و تربیت کی طرف سے شائع کی جائیگی۔

جلسہ کے ایام میں ان تمام اصحاب نے جو مختلف کاموں پر متعین کئے گئے تھے نہایت محنت اور جانفشانی سے اپنی متعلقہ خدمات کو سر انجام دیا۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

غرض یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا امسال مہمانوں کی ایک خاصی تعداد بیعت ہے۔

ولادت باسعادت

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ مکرم جناب خان عبد اللہ خانصاحب خلف الصدق حضرت نواب صاحب کے مشکوئے معلیٰ میں ۱۰ ماہ حال کو دختر نیک اختر تولد

ہوئی۔ اس موقعہ پر ہم تمام جماعت کی طرف سے حضرت ام المومنین اور تمام خاندان مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور خاندان حضرت نواب صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولودہ مسعودہ کو محترم والدین اور مقدس خاندان کے لئے بابرکت بنائے۔ اور عمر و اقبال میں ترقی دے۔ آمین

اخبار احمدیہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا ایک لیکچر

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل اسلام علیکم مسلمان جو جرمن کے ملک میں قید تھے وہاں سے آزاد ہو کر لنڈن آ رہے ہیں۔ ان میں سے تقریباً تین چار سو ملاح جو ہندوستان کے مختلف علاقوں کے رہنے والے ہیں۔ لنڈن کے سیلرز ہوم میں ٹھہرائے گئے۔ جہاں ان کی خاطر ایک جلسہ زیر اہتمام اسلامک سوسائٹی ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے وعظ کیا اور مسلمانوں کو پابندی دین کے ساتھ سچے مسلمان بننے کی ہدایت کی۔ لیکچر کے بعد ڈاکٹر عبدالمجید صاحب ایل۔ ایل۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا نے مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دین اسلام کی اشاعت کے واسطے اس ملک میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اور انگریزوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ تمام مسلم بھائیوں کو مشکور ہونا چاہئے۔ یہ ملاح جرمنوں کی بدسلوکی کے بہت شاکی ہیں۔ اور ایام قید میں انگریزوں کی طرف سے جو کھانے وغیرہ کے پارسل پہنچتے رہے اس کے سبب سے سرکار کے بہت شکر گذار ہیں امید ہے آجکل ہی وہ واپس ہندوستان روانہ کر دیئے جائیں گے۔

اے۔ ڈی۔ کار

ناظم اسلام سوسائٹی شارع ایسٹ اینڈ لنڈن

۳۱ دسمبر ۱۹۱۸ء

انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کا چندہ بابت سال گذشتہ

مکرمی جناب سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن خدا تعالیٰ کی توفیق سے جس محنت اور کوشش سے فراہمی چندہ اور دیگر دینی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ گذشتہ سال انہوں نے صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے لئے جس قدر رقوم بھیجیں۔ ان کی مجموعی تعداد ۳ ہزار ۷ سو ۲۲ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ۲۵۴ روپیہ کی رقم ابھی امانات میں ہے۔ چندہ کی اس رقم سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے حیدرآباد میں ہماری جماعت ہر رنگ میں ترقی کر رہی ہے۔

گوجرانوالہ میں اہلحدیث سے مناظرہ

۲۔ مارچ ۱۹۱۹ء کو گوجرانوالہ میں جماعت احمدیہ کا مناظرہ غیر احمدیوں سے ہوا ہماری طرف سے جناب مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تھے۔ اور مخالفین کی طرف سے مولوی ابراہیم سیالکوٹی۔ سب سے پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے یہ اعتراض کیا۔ کہ جناب مرزا صاحب نے قرآنی آیات میں تصرف کیا ہے۔ اور آئینہ کمالات اسلام کے ص۹۷ اور ص۱۷۷ سے پیش کیا یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یجعل لکم نورا تمشون بہ۔ اور کہا کہ دیکھو دو آیتوں کو جناب مرزا صاحب نے ایک آیت بیان کیا ہے جواب میں جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے شروع میں جو غلط نامہ شامل ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ دیکھو غلط نامہ میں صفحہ ۹۷ اور ۱۷۷ کی انھیں آیات کی تصحیح کی گئی ہے۔ اور پھر حاشیہ پر یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ ان دونوں آیتوں کا ترجمہ بطور حاصل مطلب اکٹھا لکھا گیا۔ اس کے بعد یہ اعتراض کرنا کہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب نے آیات قرآنی میں تصرف کیا ہے۔ اگر صرف ضد اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس جناب مرزا نے ان دو آیات کو ایک جگہ لکھنے اور حاصل مطلب کے طور پر ترجمہ اکٹھا کرنے میں اپنے لئے کیا مفید نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جب ہرگز کوئی مفید مطلب نتیجہ دعوے مسیحیت کے متعلق نہیں نکالا جا سکتا تو پھر ایسے اعتراض صرف بیہودہ پن ہے۔ اس کے بعد مولوی ابراہیم صاحب نے یہ اعتراض کیا۔ کہ ایسا ہی احادیث نبویہ میں بھی تصرف کیا اور ازالہ اوہام ص۱۴۲ سے وہ تشریح حضرت اقدس کی پیش کی جو حدیث امامکم منکم کے متعلق حضور انور نے فرمایا ہے۔ بل ھو امامکم منکم حضرت مولوی غلام رسول صاحب نے اس کے جواب میں اسی کتاب ازالہ اوہام کے ص۱۲۰ سے یہ حدیث سنا دی جس میں وہ الفاظ ہیں جو کہ صحیح بخاری میں درج ہیں اور بل ھو کا ذکر نہیں۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ اگر تصرف کرنا ہوتا تو اصل حدیث میں بل ھو لکھ دیتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد حضرت اقدس کے الہامات انت منی و انا منک اور انت منی بمنزلۃ اولادی پر اعتراض کئے جن کے متعلق حضرت مولانا نے خوب روشنی ڈالی اور بڑی وضاحت سے ثابت کر دیا کہ ایسے کلمات سے خدا تعالیٰ کا مخاطب کرنا ناجائز نہیں ہو سکتا۔ اور گو حضرت مسیح موعود نے خود صاف فرما دیا ہے کہ یہ بطور مجاز ہے۔ نہ کہ حقیقت پر مبنی اور ان کے پڑھنے سے بھی بچنا چاہئے کا حکم دیا ہے۔ پھر ایسے استعارہ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں موجود ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن کریم سے آیت وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور پھر حدیث قدسی سے یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ہاتھ پاؤں بھی بن جاتا ہے۔ پڑھیں جس کا جواب مخالف کچھ نہ دے سکا۔ اور اس ندامت پر پردہ ڈالنے کے لئے مولوی ثناء اللہ نے تمسخر اور استہزا شروع کر دیا۔

(عزیز الدین احمدی از گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۵ مارچ ۱۹۱۹ء

دیوبندی اشتہار نمبر ۵ پر نظر

ہمارے اشتہار نمبر ۴ کے جواب میں دیوبند سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اس کے ضروری حصہ کا جواب تو بذریعہ اشتہار مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی شائع کر دیا گیا ہے جو اس اخبار میں بھی دوسری جگہ درج ہے۔ اور بقیہ حصہ کے متعلق ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔ لیکن پہلے علمائے دیوبند کی ثقاہت اور متانت کا پتہ لگانے کے لئے ہم ناظرین کی توجہ ان کے اشتہار کے عنوان کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو یہ ہے "صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں" قطع نظر اس سے کہ یہ مصرع کہاں تک راستی کو مدنظر رکھ کر ہمارے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ علمائے دیوبند کی سنجیدگی کا اس سے خوب اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ جس قماش کے لوگوں کے منہ سے اس رنگ کے الفاظ نکلا کرتے ہیں انہیں سب جانتے ہیں۔

ایڈیٹر الفضل کا پائے ثبات

اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ دیوبند سے شائع ہونے والے اشتہار نمبر ۴ میں ہمارے متعلق جو یہ الفاظ لکھے گئے تھے۔ کہ

"ایڈیٹر الفضل ۱۰ ستمبر سے لیکر ۴ فروری تک مناظرہ اور مباہلہ کی کل ذمہ داری جماعت قادیان کے قائم مقام کی صورت میں زور شور کے ساتھ اپنے سر لے رہے تھے"

اس کے جواب میں ہماری طرف سے جب یہ ثابت کیا گیا۔ کہ یہ الفاظ تمہاری اپنی پہلی تحریروں کے مخالف ہیں۔ تو اس سے انھوں نے اپنی سبکی سمجھی اور اشتہار نمبر ۵ میں سب سے پہلے اسی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بالکل بیہودہ ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے جس قوت اور استقلال سے ہم نے علمائے دیوبند کو ابتداء میں دعوت مباہلہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ وہی اب بھی ہم میں موجود ہے۔ اور ہمارے یہ لکھنے سے کہ

"علمائے دیوبند میں سے کسی ایسے ہی شخص کو سامنے آنا چاہیئے جس کو وہ متفقہ طور پر اپنا قائم مقام منتخب کر کے اس معاملہ کے تصفیہ کا اختیار دیں۔ اور ان صاحب کو براہ راست ہمارے امام کو مخاطب کرنا چاہیئے"

ان سے اس استقلال اور قوت میں ہرگز کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ کوئی عقلمند یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا عبارت تو اس الزام خموشی کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ جو نہایت ناخدا ترسی سے ہر اشتہار میں امام جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا تھا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی یہ لکھا گیا تھا۔ کہ

"ورنہ کسی ایسے شخص کو امام جماعت احمدیہ مخاطب کرنے کے قابل نہ سمجھیں گے۔ جو علمائے دیوبند کا قائم مقام نہ ہو۔ اور جس کے قائم مقام ہونے کی علمائے دیوبند تصدیق نہ کریں۔ پس ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے کسی قائم مقام کے ذریعہ ہمارے امام کی دعوت مباہلہ کا جواب دیں۔"

یہ الفاظ صاف طور پر بتلا رہے ہیں۔ کہ ہم نے علمائے دیوبند کی خدمت میں امام جماعت احمدیہ کو براہ راست مخاطب کرنے کے لئے جو لکھا تھا۔ وہ اس لئے نہیں لکھا تھا۔ کہ کسی ایسی ذمہ داری سے جو ہم پر عائد ہو سکتی ہے۔ ہم الگ ہونا چاہتے تھے۔ بلکہ اس لئے لکھا تھا۔ کہ اگر علمائے دیوبند امام جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو پہلے اپنا کوئی قائم مقام منتخب کر کے آپ کی دعوت مباہلہ کا آپ کو براہ راست جواب دیں۔ اس کو یہ کہاں سے نکلا کہ ایڈیٹر الفضل کسی اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہے۔ ایڈیٹر الفضل نے خدا تعالی کی توفیق سے جس رنگ اور جس زور سے پہلے قلم اٹھایا تھا۔ انصاف پسند اصحاب دیکھ رہے ہیں کہ اس میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ اور نہ انشاء اللہ تعالے آئیگا۔

ہل من مبارز کی منادی

ہم نے اشتہار نمبر ۴ میں علمائے دیوبند سے پوچھا تھا۔ کہ اگر آپ کے نزدیک ایڈیٹر الفضل کی تحریریں جماعت احمدیہ کی وکالت مطلقہ کا پہلو لئے ہوئے تھیں تو آپ اپنے ہر اشتہار میں امام جماعت احمدیہ پر سکوت کا الزام کس منہ سے لگاتے تھے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے۔ کہ

"جو شخص اب سے ایک سال پہلے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہو۔ جبکہ اس کا حریف اعلان جنگ سے مطلع ہو کر یا اس کو ناقابل التفات جان کر مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہوا تھا۔ تو کیا ضروری ہے کہ وہ اب ایک سال کے بعد بھی جبکہ اس کے حریف مقابل نے علی رؤس الاشہاد ہل من مبارز کی منادی کر رکھی ہے۔ وہ ویسا ہی اپنے کو آمادہ مقابلہ پائیگا۔"

یہ جواب جس قدر بیہودہ اور کمزور ہے۔ وہ صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ حریف

جو باوجود ایک سال تک دعوت مباہلہ سے آگاہ ہو کر سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکا تھا۔ ایک سال کے بعد بالمقابل آنے پر آمادگی ظاہر کر سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جس مبارز ایک سال کے طویل عرصہ میں اپنے حریف کے دم بخود اور خاموش رہنے کی وجہ سے اس کی کمزوری کا اچھی طرح اندازہ کر لینے پر اور زیادہ زور کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا یہ درست بھی ہے۔ کہ اب ایک سال کے بعد ہی انہوں (امام جماعت احمدیہ) کے حریف مقابل (علمائے دیوبند) نے علیٰ رؤس الاشہاد ہل من مبارز کی منادی کر رکھی ہے۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اس وقت تک علمائے دیوبند کی طرف سے اس قسم کی کوئی منادی نہیں ہوئی۔ کیا مولوی عبدالسمیع صاحب اپنے اس بیان کی تصدیق میں کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ اور بتا سکتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے "ہل من مبارز کی منادی" کس کونے اور گوشے میں کر رکھی ہے۔ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۹ء تک تو ہماری طرف سے مطالبہ ہی اسی بات کا کیا جاتا رہا ہے کہ علمائے دیوبند امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کا کیوں جواب نہیں دیتے چنانچہ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۹ء کو ہماری طرف سے جو اشتہار شائع ہوا۔ اس میں ہم نے لکھا تھا کہ

"علمائے دیوبند کو چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کے امام کی دعوت مباہلہ کا جواب دینے کے لئے پہلے اپنے کسی قائم مقام کا انتخاب کریں۔ جس کا ساختہ پرداختہ شروع سے لیکر آخیر تک ہر امر میں انہیں منظور ہو اور اس کی طرف سے امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کی منظوری یا عدم منظوری کا اعلان کرائیں **تاکہ معلوم ہو سکے کہ علمائے دیوبند مباہلہ کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔**"

یہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۹ء تک ہمیں یہ بھی نہ بتایا گیا تھا۔ کہ علمائے دیوبند نے اب ایک سال کے بعد "ہل من مبارز کی منادی" کرنے کی جرأت کی ہے۔ اور پھر ہمارے پوچھنے پر بھی کسی پہلی منادی کی طرف اشارہ نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے بعد ۴۔ فروری کو شائع ہونے والے اشتہار نمبر ۴ پر (جو ۱۳۔ فروری کو ہمیں لاہور ملا۔ اور وہیں سے اس کا جواب شائع کر دیا گیا) حسب ذیل تحریر مہتمم صاحب و اول مدرس صاحب کی تصدیق شائع ہوئی۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہمیں علمائے دیوبند کے دعوت مباہلہ قبول کرنے کی اطلاع بڑی دیر کے بعد ۱۳۔ فروری کو ملی۔ کیا مولوی عبدالسمیع صاحب اسی کو "علیٰ رؤس الاشہاد ہل من مبارز کی منادی کرنا" بیان کرتے ہیں اور اسی کی آڑ میں بیٹھ کر امام جماعت احمدیہ پر سکوت کا الزام لگاتے رہے ہیں۔

پھر علمائے دیوبند نے اس وقت تک امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کے قبول کرنے میں جس آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ وہ انہیں خود بھی اچھی طرح معلوم ہے۔ اور ہم بھی خوب جانتے ہیں۔ پہلی باتوں کو جانے دیجئے۔ اشتہار نمبر ۴ جو مہتمم صاحب و مدرس اول صاحب کی تصدیق سے شائع ہوا۔ اس میں آپ نے لکھا تھا کہ

"آپ (ایڈیٹر الفضل) ان (امام جماعت احمدیہ) سے کم از کم یہی عرض کیجئے کہ علمائے دیوبند کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس آپ کی جنوری والی دعوت نہیں پہنچی۔ اسی کو اب بطور اتمام حجت بذریعہ رجسٹری بھیجدیں۔ اس کے بعد ان کو اور آپ کو اندازہ ہو جائیگا۔ کہ علمائے دیوبند اس کے جواب کے واسطے کس قدر مستعد ہیں۔"

اور ہم نے حسب الارشاد امام جماعت احمدیہ آپ کی اس درخواست کے مطابق مطلوبہ پرچہ بذریعہ رجسٹری بھیج بھی دیا تھا۔ اس پر آپ نے علمائے دیوبند کی طرف سے کونسا جواب شائع کرایا حالانکہ آپکا فرض تھا۔ کہ اپنی مصدقہ عبارت کے مطابق جواب دیتے۔

تعجب ہے۔ کہ مہتمم صاحب اور اول مدرس صاحب ایک طرف تو یہ لکھ کر شائع کراتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے جو کچھ اب تک جماعت قادیان کے مقابلہ میں لکھا یا جو آئندہ لکھیں گے۔ وہ سب ہم کو حرف بحرف منظور ہے۔ لیکن دوسری طرف جب مطلوبہ پرچہ بھیجا جاتا ہے۔ تو کچھ خیال نہیں کرتے اور آپکو یہ عذر گھڑنا پڑتا ہے۔ کہ

"ہم نے جنوری والی دعوت مرزا محمود صاحب سے طلب کی تھی۔ نہ کہ ایڈیٹر الفضل سے۔"

حالانکہ ہم نے لکھدیا تھا۔ کہ

"مذکورہ بالا پرچہ اپنے امام کی ہدایت کے ماتحت بذریعہ رجسٹری مولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔"

جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہم نے وہ پرچۂ دعوت اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی بھیجا ہے۔ پس باوجود اس کے کہ علمائے دیوبند امام جماعت احمدیہ کی دعوت مباہلہ کا جواب دینے سے کنی کتراتے رہے۔ آپ کا یہ لکھنا۔ کہ انھوں نے ہل من مبارز کی منادی کر رکھی ہے۔ نہایت ہی تعجب انگیز ہے۔

علمائے دیوبند سے قائم مقام کا مطالبہ

اس امر کے اثبات کے لئے کہ ہم نے شروع میں ہی علمائے دیوبند سے قائم مقام پیش کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ہم اشتہار نمبر ۶ میں وضاحت کے ساتھ دو ابتدائی اشتہاروں کے اقتباس پیش کر کے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ہم نے یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ ہمارا ابتدائی مطالبہ ہے۔

پہلا اقتباس جو ۱۰۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشتہار سے لیا گیا تھا۔ یہ تھا کہ

"ان علمائے دیوبند کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنائے اور پھر ہمارا جواب سنے۔"

اس کے متعلق دیوبندی اشتہار میں اب یہ لکھا گیا ہے کہ

"قطع نظر اس سے کہ زعیم کا لفظ رئیس کا مرادف نہیں۔ آپ کو غور کرنا چاہیئے کہ ۴۔ فروری کے اشتہار میں تو ہمارے یاد دلانے پر آپ ایک ایسے قائم مقام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو آپ کے امام کو براہ راست مخاطب بنائے۔ اور ان سے اس معاملہ کے متعلق ضروری امور اور شرائط کا تصفیہ کرے اور ۱۰۔ ستمبر کے اشتہار میں اس زعیم کی استدعا کی گئی ہے۔ جو عین وقت مناظرہ اور مباہلہ پر اپنے دلائل سنائے۔ اور آپکے جوابات سنے۔ اس زعیم اور اس قائم مقام کے فرائض منصبی میں جو کچھ فرق ہے۔ اس میں ذرا بھی خفا نہیں۔"

کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر ہمارے ۴۔ فروری والے اشتہار کے وہ اصل الفاظ پیش کر دیئے جاتے۔ جن میں ہم نے قائم مقام کے انتخاب کا مطالبہ کیا ہے۔ تاکہ جو اختلاف ۱۰ ستمبر اور ۴ فروری کی تحریروں میں مولوی عبدالسمیع صاحب نے سمجھا ہے۔ اسکی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ ۴۔ فروری کے طویل اشتہار میں سے ایک لفظ بھی آپ کو ایسا نہیں مل سکا۔ جو ۱۰۔ ستمبر ۱۸ء کے مطالبہ قائم مقامی کے علاوہ ہو اور جس کو آپ اپنی تائید میں پیش کر سکتے۔ اسی لئے آپ نے اپنی طرف سے ایک ایسا مفہوم اس اشتہار کی طرف منسوب کر دیا ہے جو ہرگز اس کی کسی عبارت کا نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ۴۔ فروری کے اشتہار اور ۱۰۔ ستمبر کے اشتہار میں علمائے دیوبند کے قائم مقام کا جو مطالبہ کیا گیا ہے۔ وہ ایک ہی رنگ کا ہے۔ چنانچہ اگر ۱۰۔ ستمبر کے اشتہار میں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ

"ان (علمائے دیوبند) کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے۔ سنائے۔ پھر ہمارا جواب سنے۔"

تو ۴۔ فروری کے اشتہار میں اسی کے موافق یہ لکھا گیا ہے۔ کہ

"علمائے دیوبند کو چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کے امام کی دعوت مباہلہ کا جواب دینے کے لئے پہلے اپنے **کسی قائم مقام کا انتخاب کریں جس کا ساختہ پرداختہ شروع سے لیکر اخیر تک ہر امر میں انھیں منظور ہو۔**"

مِل کر دہ الفاظ پر غور فرمایئے۔ کیا ان سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ ان میں ہم نے ایسے ہی قائم مقام کے مطالبہ کو دوہرایا ہے۔ جس کا پہلے مطالبہ کیا تھا۔ اور اس کا یہ فرض منصبی بتلایا ہے کہ وہ شروع سے لیکر اخیر تک ہر امر میں" وہ قائم مقام ہو۔ معلوم نہیں ان الفاظ کے ہوتے کس طرح کہدیا گیا ہے۔ کہ ہم نے ۴ فروری کے اشتہار میں صرف "مباہلہ کے متعلق ضروری امور اور شرائط کا تصفیہ" کرنے والے کسی قائم مقام کا مطالبہ کیا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو "شروع سے لیکر اخیر تک ہر امر میں" قائم مقام ہونے والے کا مطالبہ کیا۔ جس میں تقریر کرنا بھی داخل ہے اور مباہلہ کے متعلق دیگر ضروری امور اور شرائط کا تصفیہ بھی۔

دوسرا اقتباس جو ہماری طرف سے شائع شدہ ۱۰ ستمبر ۱۸ء کے اشتہار بعنوان "مباہلہ کی طرف آیئے" سے دیا گیا تھا۔ یہ تھا کہ

"علمائے دیوبند وغیرہ جو ہمارے مخاطب اول تھے۔ ملکر اپنے میں سے جس کو چاہیں اپنا قائم مقام قرار دیں۔ اور اس کی کامیابی یا ناکامی کو اپنی کامیابی یا ناکامی کا اعلان کر کے پیش کریں۔"

اس کے متعلق مولوی عبدالسمیع صاحب اپنے اشتہار نمبر ۲ میں یوں درافشانی فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"۴۔ فروری کو آپ کے ۱۰۔ ستمبر والے اشتہار کے بطن سے ایک اور بچہ تقریباً ۵ مہینے کی مدت میں پیدا ہو گیا۔ جس کا نام آپ نے ۱۰۔ دسمبر کا اشتہار رکھا۔ اور جس کی زیارت سے افسوس ہے۔ کہ ہم آج تک محروم رکھے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ ۱۰ دسمبر کا اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اس کا جواب صرف یہ ہے۔ کہ۔ آپ اس کا کوئی ثبوت پیش کریں۔"

ان الفاظ میں جس تہذیب اور متانت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ ہم اپنے اشتہار ۱۰۔ دسمبر ۱۹۱۸ء کے متعلق صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ چونکہ ہمیں یہ خیال نہ تھا کہ اس بیباکی سے علمائے دیوبند کی طرف سے اشتہار محولہ کے پہنچنے سے انکار کر دیا جائیگا۔ اس لئے معمولی طریق سے بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا تھا۔ اور رجسٹری نہ بھیجی گئی تھی۔ تاہم ذیل کے واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ اب انکار محض جلد بازی سے کر دیا گیا ہے۔ ورنہ علمائے دیوبند اس اشتہار کے مضمون سے بے خبر نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ جب اشتہار ۱۰ دسمبر ۱۹۱۸ء میں ہم نے سہارنپور کی ایک نام نہاد انجمن کو اس کے خواہ مخواہ دخل دینے پر مخاطب کر کے لکھا تھا کہ

"جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے۔ اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یا تو یہ بالکل فرضی انجمن ہے یا ایسی گمنامی اور قعر مذلت میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ اس سے قبل کبھی اس کا نام سننے میں نہیں آیا۔ جس انجمن کی یہ حیثیت ہوگی۔ طرف سے شائع ہونے والے کسی اعلان کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ شاید اس اشتہار کے شائع کرنے میں در پردہ **ان لوگوں (علمائے دیوبند) کے ہاتھ ہوں۔ جن کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اس لئے یہ چند سطور شائع کر کے علمائے دیوبند وغیرہ کو اطلاع دیجاتی ہے۔** کہ اگر وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اور اپنے حق پر ہونے کا ثبوت دینے کے لئے مباہلہ کو ایک ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ تو چہرہ سے نقاب اتار کر سامنے آئیں۔"

تو ان الفاظ کے جواب میں سہارنپور سے جو دوسرا اشتہار شائع ہوا۔ اس میں اعتراف کر لیا گیا۔ کہ:۔

"اس میں در پردہ ان لوگوں (علمائے دیوبند) کے ہاتھ نہیں۔ بلکہ علیٰ رؤس الاشہاد اس میں انہیں (علمائے دیوبند) کے ہاتھ ہیں" (ملاحظہ ہو اشتہار سہارنپوری مطبوعہ فاروقی پریس سہارنپور)

اگر ہدایت الرشید کے مبلغین نے ان الفاظ میں غلط بیانی سے کام نہیں لیا تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ جوابی فقرات علمائے دیوبند کے ایما اور اشارہ سے ہمارے ۱۰ دسمبر کے اسی اشتہار کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ جس کی زیارت سے ہی اب انکار کیا جا رہا ہے۔

ہاں اگر علمائے دیوبند یہ اعلان کر دیں۔ کہ مذکورہ بالا الفاظ شائع کرنیوالوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ تو پھر اور طریق اختیار کیا جائیگا۔ لیکن وہ اعلان کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ "علمائے دیوبند اپنے مفہوم کے لحاظ سے ان تمام علماء کو شامل ہیں۔ جن کا ہندوستان کے واحد مرکز دارالعلوم سے تعلق ہے"۔

اور اس میں شک نہیں۔ کہ سہارنپوری مشتہر اپنا نہایت گہرا تعلق دیوبند سے ظاہر کر رہے ہیں۔

مباہلہ سے بچنے کی نئی نئی ترکیبیں

اس وقت مباہلہ کے متعلق جو گفتگو ہو رہی ہے اسکو درمیان میں ہی ناتمام چھوڑ کر گریز کرنے کی غرض سے دیوبندی اشتہار نمبر ۲ میں حضرت مسیح موعود پر بعض اعتراض کر کے ایک نئی بحث چھیڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کے متعلق ہم نے لکھا تھا کہ "اس سے ہمیں اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آپ مباہلہ کی گفتگو کو تکمیل تک پہنچانے سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب مباہلہ کے ذریعہ ان تمام باتوں کا فیصلہ ہو جائیگا۔ جو ہم میں اور آپ میں متنازعہ فیہا ہیں۔ اور اس خدا کی طرف سے ہوگا۔ جس کے فیصلہ میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ تو ان کے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا رہجاتی ہے"۔

اس کے جواب میں۔ لکھا گیا ہے۔ کہ

"معلوم ایڈیٹر الفضل کے قلب پر بحث و مناظرہ کے نام سے اس قدر سخت دہشت کیوں چھائی ہوئی ہے۔ کہ وہ پیرے مرزا صاحب کی ان تمام عبارات سے کچھ تعرض نہیں کرنا چاہتے۔ جو ہم نے اشتہار نمبر ۲ میں درج کی تھیں۔ اور حسب تہذیب کے خلاف ... کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ مباہلہ ہو جانے کی صورت میں اس قسم کے اعتراضات پیش کرنے کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی"

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمارے دل پر خدا کے فضل و کرم سے آج تک کبھی اپنے مخالفین کی طرف سے کسی قسم کی دہشت چھائی ہے۔ اور نہ چھا سکتی ہے۔ کیونکہ ہمارے پاؤں حق اور صداقت پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ ہاں چونکہ آپ مباہلہ سے پہلو تہی کرنے کے لئے نئی نئی ترکیبیں نکالتے ہیں اس لئے ہم آپ کو کھینچ کھینچ کر مباہلہ کی طرف لا رہے ہیں۔ آپ خود ہی غور فرمائیے۔ یہ

کہاں کی انصاف پسندی ہے۔ کہ ہماری طرف سے دعوت مباہلہ کے جواب میں اول تو آپ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ پہلے مناظرہ ہو اور وہ بھی ایسا جس کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں۔ آپ اشتہاروں میں بھی اعتراض شائع کر کے ایک الگ بحث و مباحثہ کا باب کھول رہے ہیں۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ آپ کے یہ سارے حیلے اسی غرض سے ہیں۔ کہ مباہلہ کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ لیکن یاد رکھئے۔ ہم مباہلہ سے ہرگز ہٹنے نہیں دیں گے اور مناظرہ کے بعد آپ لوگوں کو ناز ناً مباہلہ کرنا پڑیگا جیسا کہ ہم اصل اشتہار میں مفصل لکھ چکے ہیں۔

مباہلہ حسب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد

اس جگہ ہم یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری تحریروں میں مباہلہ کے متعلق حسب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ فریقین کے سرگروہ اپنے ابناء و نساء سمیت مباہلہ میں شامل ہوں اس کے لئے ہمیں کسی دوسرے حوالہ کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم کی نص صریح موجود ہے۔

آخری گذارش

اخیر میں ہم گذارش کرتے ہیں۔ کہ مہربانی کر کے ضروری امور کے تصفیہ کی طرف آئیے۔ تاکہ با آسانی کسی نتیجہ تک پہنچا جا سکے۔ لفظی بحثوں اور ابتدائی باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔ ہاں اگر آپ اس قسم کی بحثوں میں الجھ کر مباہلہ کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کی مرضی۔ آئندہ ایسی باتوں کا جواب بذریعہ اخبار ہی دیا جائیگا۔ کیونکہ ناظرین کے لئے طول طویل اشتہار کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اصل مطلب تک آسانی کے ساتھ نہیں پہنچ سکتے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نیک نیتی کے ساتھ شرائط مباہلہ کے طے کرنے کی طرف آئیں۔ اور معاملہ کو خواہ مخواہ طول نہ دیتے چلے جائیں۔

خاکسار

غلام نبی عفا اللہ عنہ

ایڈیٹر الفضل۔ قادیان دارالامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شرائطِ مباہلہ پر علمائے دیوبند کی تنقیحات کا جواب

بتوفیق الٰہی

ہم مباہلہ اور مناظرہ دونوں کے لئے تیار ہیں

ہم نے اپنے اشتہار نمبر ۲ مورخہ ۴ فروری ۱۹۱۹ء میں علمائے دیوبند کے تمام پہلے عذرات کا خاتمہ کرنے کے بعد ان کی استدعا کے مطابق شرائط مباہلہ پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

"امید ہے کہ اب جبکہ ہم نے شرائط مباہلہ پیش کر دیئے ہیں۔
علمائے دیوبند مباہلہ سے بچنے کے لئے کوئی نیا حیلہ پیش نہ کرینگے
اور بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے قدم اٹھانے کی کوشش کرینگے"

لیکن افسوس اس کے جواب میں دیوبند سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اس میں پھر حسب معمول ادھر ادھر کی باتوں پر ہی زیادہ وقت صرف کیا گیا ہے اور آخر میں ہمارے پیش کردہ شرائط پر کچھ تنقیحات پیش کی گئی ہیں۔ چونکہ اب کسی نتیجہ تک پہنچنے کی یہی صورت ہے۔ کہ تمام دوسری باتوں سے احتراز کیا جائے۔ اس لئے اس اشتہار میں ہم صرف ان تنقیحات کا ہی جواب دیں گے۔ اور دوسری باتوں کا جواب اسی اخبار میں شائع کیا گیا ہے۔

ذیل میں تنقیحات کے جواب بجملہ وقوتہ نمبروار دیئے جاتے ہیں۔

شرط نمبر (۱) کی تنقیح کا جواب۔ پہلی شرط پر جو تنقیح کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جس طرح امام جماعت احمدیہ جماعت احمدیہ کے پیشوا ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند جماعت دیوبند کے پیشوا ہیں۔ اس لئے ان کی شرکت تمام علمائے دیوبند کی شرکت سمجھی جائیگی۔ اس تنقیح کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسا کہ مشتہر صاحب کو معلوم ہے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی جماعت احمدیہ کے ایسے امام اور پیشوا ہیں۔ کہ جن کے ہاتھ پر اس تمام جماعت نے جو مرکز سلسلہ احمدیہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ بیعت کی ہوئی ہے۔ اور چونکہ ان کے ساتھ جو فیصلہ کسی قوم یا فرقہ کا ہو جائے وہ تمام جماعت احمدیہ پر حجت ہے۔ اس لئے اس مجوزہ مباہلہ میں ان کی بذات خود شمولیت کل جماعت احمدیہ کی شرکت سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند مرکز دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء کے ایسے امام اور پیشوا نہیں ہیں۔ جن کے ہاتھ پر علمائے دیوبند نے بیعت کی ہو۔ اور ان کے ذریعہ ہونیوالا فیصلہ علمائے دیوبند پر اسی طرح حجت ہو۔ جس طرح امام جماعت احمدیہ کا فیصلہ جماعت احمدیہ کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جیسا کہ شرط نمبر اول میں لکھا گیا ہے۔ ضروری ہو گا کہ تمام علمائے دیوبند مباہلہ میں شامل ہوں۔

ہاں اگر وہ تمام لوگ جو مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے مولوی محمد احمد صاحب کی بیعت کی ہوئی ہوتی۔ اور ان کو واجب الاطاعت امام مانتے تو بے شک ہم انہیں کو دیوبندیوں کا قائم مقام سمجھ لیتے۔ ایسے کسی امام کی عدم موجودگی کے ہی باعث تو ہمیں سب مدرسین و مشائخ دیوبند کو مجموعی طور پر مباہلہ کے لئے بلانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

شرط (۲) کی تنقیح کا جواب دوسری شرط کی تنقیح کا خلاصہ یہ ہے کہ طرفین کی تحریروں کا سلسلہ اس وقت تک منقطع نہ ہو۔ جب تک نمایاں طور پر وضوح حق نہ ہو جائے۔ اور جب کوئی فریق وضوح حق کے باوجود محض عناد اور تعنت یا ناجائز بدتہذیبی پر اتر آئے۔ تو اس کے بعد مباہلہ ہو اور وضوح حق کا فیصلہ کسی متفق علیہ ثالث کے ذریعہ کرایا جائے۔ اس تنقیح کے متعلق ہم اس قدر لکھنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ گو تحریروں کے سلسلہ کو اس قدر وسیع کرنے میں وقت بہت صرف ہو گا۔ مگر چونکہ اصل غرض احقاق حق ہے اس لئے

ہم اس امر کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ بالکل غیر محدود سلسلہ کو بھی خطرہ ہے۔ کہ مناظرہ مباہلہ کی صورت کبھی اختیار ہی نہ کرے۔ اور کوئی فریق بحث کو بیجا طول دیتا چلا جاوے۔ اس لئے اس کے لئے بھی کوئی روک تھام کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ تقریروں کو ایک یا دو کی تعداد میں محدود نہ رکھا جاوے۔ بلکہ اس وقت تک اس کو لمبا کیا جاوے۔ جب تک کہ مدعی یہ نہ کہدے۔ کہ اب فریق ثانی باوجود دلائل بینہ کے ضد کر رہا ہے اور یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا۔ آپ نے وفد نجران سے گفتگو کرتے کرتے آخر ایک وقت پر قرار دیا۔ کہ اب یہ لوگ ضد پر آ گئے ہیں۔ اور ان سے سوائے مباہلہ کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بذریعہ وحی کے ایسا کیا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ گو آپ نے وحی کے ذریعے ایسا کیا تھا۔ مگر فریق مخالف تو اُسے وحی تسلیم نہیں کرتا تھا کیا آپ نے اس فریق کو اس امر کا موقعہ دیا۔ کہ کوئی ثالث اس کا فیصلہ کرے کہ آیا وضوح حق ہوا ہے یا نہیں۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے مخاطبوں کا حال بھی وہی ہے۔ جو بعض نجران والوں کا تھا۔ کیونکہ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے اتمام حجت کے بعد مباہلہ کی اجازت دی ہوئی ہے۔ پس اگر آپکی پیش کردہ دلائل کے سنانے کے بعد کوئی شخص ہٹ کرتا ہے۔ تو آپ کی وحی کے مطابق ہمارا یقین ہے۔ کہ وہ وضوح حق کے بعد ضد کرتا ہے۔ اور اس سے مباہلہ جائز ہے۔ اگر کہو ان کا الہام ہم پر حجت نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ اس معاملہ میں اسی طرح حجت ہے۔ جس طرح وفد نجران پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی حجت تھی۔ اور آپ کا حق نہیں۔ کہ ہمارے امام کے فیصلہ کا انکار کریں۔ جس طرح وفد نجران کا حق نہ تھا کہ وہ کہدیں کہ ابھی احقاق حق نہیں ہوا۔ اس لئے مباہلہ نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں یہ بھی [illegible] ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں [illegible] ہو چکے ہیں۔ اور ان میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ وضوح حق کے لئے ثالث مقرر کئے گئے ہوں اور حکم ٹھہرایا جاوے۔ بلکہ یہی ہوا ہے کہ بحث کرنے والوں میں سے ایک فریق نے ایک حد تک گفتگو کرنے کے بعد دوسرے کو کہدیا۔ کہ وضوح حق ہو گیا ہے۔ اس لئے اب مباہلہ کر لو۔ پس اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ کہ بوجہ مدعی ہونے کے ہمارا حق ہو گا کہ ہم جب دیکھیں کہ دوسرا فریق ضد کرتا ہے۔ تو بحث کو بند کر کے مباہلہ کی طرف بلائیں۔ اور اسے یا تو مباہلہ کرنا ہو گا۔ یا اپنے دعوے سے دست بردار ہونا پڑیگا۔

اب رہا مناظرہ میں فریقین کی تقریروں کی ترتیب کا سوال سو اس کے متعلق عرض ہے۔ جو ترتیب آپ نے رکھی ہے۔ وہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ثابت شدہ ہے۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کے مکذب ہیں اور ہم مصدق۔ اس لئے مناظرہ میں اثبات دعویٰ ہمارے ذمہ ہو گا۔ اور تردید آپ کریں گے۔ اس طرح آخری تقریر مدعی کی ہو گی۔ ہاں ہمیں یہ منظور ہے کہ فریقین کے مسلمہ قائم مقام جو تحریریں لکھیں وہ مجمع میں سنائی جائیں۔ اور پھر دستخط ہو کر ہر فریق اپنی تحریر دوسرے فریق کے حوالے کر دے۔ نیز اس غرض کے لئے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کی تاریخ میں یہ ایک عظیم الشان مناظرہ اور مباہلہ ہو۔ ہم یہ تجویز کرتے ہیں۔ کہ مناظر جماعت احمدیہ اپنی تقریر لکھ کر فریقین کے اجتماع کی مقررہ تاریخ سے بیس روز پہلے علماء دیوبند کے تجویز کردہ مناظر کے پاس پہنچا دے گا۔ تا تینوں تقریریں مقررہ تاریخ پر بالترتیب سنائی جائینگی۔ ضروری ہو گا کہ یہ تقریریں اس اندازہ سے لکھی جائیں۔ کہ ہمارے مناظر کی پہلی تقریر تین گھنٹہ میں پڑھی جا سکے۔ اور آپ کے مناظر کی تردیدی تقریر بھی ۳ گھنٹہ میں ختم ہو سکے۔ اور آپ کے مناظر کی تردیدی تقریر بھی تین گھنٹہ میں ختم ہو سکے۔ اور پھر ہمارے مناظر کا جواب الجواب ایک گھنٹہ میں پڑھا جا سکے۔ ہمارا مناظر اپنی جواب الجواب کی اس تقریر کو سنانے کے بعد جواب کے لئے آپکے مناظر کے حوالہ کر دے گا۔ جو دو دن میں اس کا جواب لکھ کر ہمارے مناظر کو دیدے گا۔ اور وہ بھی دو روز میں اس کا جواب لکھیگا۔ اور پانچویں روز دونوں تحریریں مجمع میں سنا دی جائینگی۔ ان تقریروں کے سنانیکا وقت ایک ایک گھنٹہ ہو گا۔ اور یہ آخری سلسلہ اسی طریق سے اس وقت تک قائم رہیگا۔ جب تک کہ مدعی اس بات کو محسوس کر لے کہ اب فریق ثانی کی طرف سے صرف ضد اور ہٹ سے کام لیا جا رہا ہے۔ جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو مدعی کو جلسہ کے دن سے پہلے دوسرے فریق کو اطلاع [illegible] ہو گی کہ فلاں روز جلسہ کے بعد مباہلہ کیا جاویگا۔

نمبر (۳) کی تنقیح کا جواب۔ شرط نمبر سوم جو یہ ہے کہ "یہ مباہلہ بشمول ان تقریروں کے کسی ایسے مقام پر ہو گا جو دونوں فریق کے لئے مساوی ہو گا" اسپر آپ نے یہ تنقیح کی ہے۔ کہ مساوات سے کیا مراد ہے آیا مساوات باعتبار مسافت اور فاصلہ کے یا باعتبار فریقین کے اثر اور رسوخ کے" اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ اس میں مساوات باعتبار مسافت اور فاصلہ کے مراد ہے اور اسی طرح ایک حد تک مساوات بلحاظ رسوخ و اثر کے بھی مد نظر ہے۔ گو اس سے یہ مراد نہیں کہ فاصلہ کی مساحت کی جائیگی۔ یا یہ کہ اثر پورے طور پر برابر ہو۔ بلکہ ایسے مقام کا انتخاب ہو گا۔ جو قریباً دونوں فریق کے لئے برابر ہو اور اس جگہ کوئی فریق ایسا کمزور نہ ہو کہ اُسے یہاں تکلیف کا اندیشہ ہو۔

شرط نمبر (۶) کی تنقیح کا جواب۔ مکان مباہلہ میں مصدقہ ٹکٹوں کے ذریعہ داخلہ کی تجویز باوجود سرکاری انتظام کے اس غرض سے ہے کہ ان کے

ذریعہ ان کے ہر فریق کے آدمی الگ الگ معین و مشخص ہو سکیں۔ اور جس فریق کے آدمیوں کی طرف سے خلاف امن کوئی حرکت سرزد ہو۔ وہ اس کا ذمہ دار قرار دیا جا سکے ورنہ اس سے ہماری یہ غرض نہیں۔ کہ عام شائقین کو شرکت سے محروم کیا جائے۔ ہم اپنے لئے ایک ہزار ٹکٹ کافی سمجھتے ہیں آپ اپنے حلقہ میں اپنی ذمہ داری پر جس قدر عام شائقین کو شریک کرنا چاہیں مصدقہ ٹکٹوں کے ذریعہ داخل کر سکتے ہیں۔ اور جس قدر ٹکٹوں کی آپ کو ضرورت ہو ہم اسی قدر ٹکٹوں پر دستخط کر دیں گے۔ اسی طرح ہزار سے زیادہ ٹکٹوں کی ہمیں ضرورت ہوئی۔ تو ہم آپ سے اسی قدر ٹکٹوں کی تصدیق کرا لیں گے۔

شرط نمبر (۸) کی تنقیح کا جواب۔ شرط نمبر (۸) یہ ہے کہ "امن قائم رکھنے کے لئے ایک ایک ناظم دونوں فریقوں میں سے اور ایک تیسرا ناظم جو کسی فریق سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ لیکن دونوں فریق کے اتفاق کے ساتھ منتخب کیا گیا ہو۔ مقرر ہونگے۔ ان تینوں کا فرض ہوگا۔ کہ دونوں فریق سے طے شدہ شرائط کی پابندی کرائیں۔ اگر کسی انتظامی امر میں فریقین کے ناظمین میں اختلاف ہو تو تیسرے ناظم کا فیصلہ تسلیم کیا جائیگا"

اس کے متعلق یہ تنقیح کی گئی ہے کہ جلسہ کی سطح کو ہموار رکھنے کے لئے ہم کو اس سے اتفاق ہے" چونکہ آپ نے اس شرط کو منظور کر لیا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم صفائی سے اس قدر کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ سطح کی ہمواری کا محاورہ ہم نہیں سمجھ سکے۔ اور ہمیں شک ہے۔ کہ آپ خود بھی سمجھے ہیں۔ یا نہیں۔

شرط نمبر (۹) کی تنقیح کا جواب اگر حسب شرائط مذکورہ بالا مباہلہ قرار پا جائے اور بعد مناظرہ ایک فریق دوسرے فریق کو مباہلہ کا چیلنج دے تو دوسرے فریق کو لازماً مباہلہ کرنا پڑے گا۔ اور کسی فریق کو یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ تقریروں کے بعد مباہلہ کی ضرورت نہیں رہی۔ سوائے اس حالت کے کہ وہ دوسرے فریق کے خیالات سے اتفاق کا اعلان کر دے

شرط نمبر (۱۰) کی تنقیح کا جواب۔ اس وجہ سے۔ کہ علمائے دیوبند کا کوئی ایسا امام نہیں ہے۔ جس کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی ہو۔ اور بوجہ ایسی پیشوائی کے اس کی شمولیت تمام علمائے دیوبند کی شمولیت سمجھی جائے۔ اور چونکہ خود علمائے دیوبند سے امام جماعت احمدیہ محض اس لئے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ دوسرے مسلمان کہلانے والوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں۔ جو امام کی حیثیت رکھتا ہو۔ ہاں علمائے دیوبند مجموعی حیثیت میں کسی قدر اثر رکھتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوگا کہ تمام علمائے دیوبند اس مباہلہ میں شریک ہوں۔ کیونکہ ایک قائم مقام اسی وقت قبول کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ بھی ویسی ہی پوزیشن رکھتا ہو جیسی کہ ہمارے امام کی ہے۔ بنا بریں شرط نمبر ۱۰ کی ضروری تعمیل آپ کے ذمہ ہوگی۔ ہاں حاملہ

مندرجہ شرط نمبر (۱۰) کے سوا جو لوگ آمین کہنے والے ہونگے۔ ان کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں۔ امام جماعت احمدیہ بذات خود اس مباہلہ میں شامل ہونگے جن کی شمولیت بوجہ اس کے کہ آپ جماعت احمدیہ کے پیشوا ہیں جماعت احمدیہ کی شمولیت سمجھی جائیگی۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن احمدیوں کو امام جماعت احمدیہ مباہلہ میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ وہ شامل ہو سکیں

شرط نمبر (۱۱) کی تنقیح کا جواب: چونکہ فریقین مباہلہ کے لئے کسی درمیانی مقام پر بہت سے اخراجات برداشت کر کے جمع ہونگے۔ اور اگر کوئی فریق وقت مقررہ پر نہ آئے۔ یا آکر مباہلہ سے انکار کر دے۔ تو دوسرے فریق کا نقصان ہوگا۔ اس لئے دونوں فریقوں کو نقصان سے بچانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ شرط نمبر ۱۱ کی تعمیل ہو جو یہ ہے۔ کہ ہر فریق دوسرے فریق کو یہ تحریر دیگا کہ اگر وہ بوقت معین مقام مقررہ پر نہ آیا۔ یا تقریروں کے بعد مباہلہ سے اس نے انکار کر دیا (بجز اس کے کہ اپنے عقائد سے دست بردار ہونیکا اعلان کر دے) تو وہ دوسرے فریق کو اس کے نقصان کے معاوضہ میں پانچ ہزار روپیہ ادا کریگا صرف زعیم علمائے دیوبند کا وقت مقررہ پر پہنچ جانا کافی نہ ہوگا۔ اور انہیں ادائیگی ہرجانہ سے بری نہیں کرے گا۔ جب تک وہ تمام علماء حاضر نہ ہوں۔ جن کے نام تصفیہ شدہ فہرست میں درج ہو چکے ہوں" اس شرط میں جو ہرجانہ رکھا گیا ہے" کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے مباہلہ کیلئے جانے پر لازماً جماعت احمدیہ کی ایک بڑی تعداد اس جگہ جمع ہو جاویگی اور ہمارا بہت سا خرچ۔ اور حرج ہوگا۔ پس اگر دوسرا فریق عین وقت پر کھسک جاوے۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اس فعل کا تاوان ادا کرے اور پانچ ہزار ہرجانہ کی رقم کوئی زیادہ نہیں ہے۔ اس کی بجائے صرف یہ تحریر کہ فہرست متذکرہ شرط نمبر (۱۰) میں جن علماء کے نام ہوں گے ان میں سے اگر کوئی حاضر نہ ہو تو یہ ایک قسم کی کمزوری سمجھی جائیگی۔ کافی نہیں کیونکہ ایسی تحریر سے دوسرے فریق کے نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ بعد حاضری کے مباہلہ سے انکار کرنے کی صورت میں بھی جو ہرجانہ شرط نمبر ۱۱ میں تجویز کیا گیا ہے۔ ادا کرنا ہوگا۔ تاکہ دوسرے فریق کی مکمل شکست کا دائمی نشان قرار پائے۔

شرط نمبر (۱۴) کی تنقیح کا جواب بصورت وقوع اس مناظرہ کے جو شرط نمبر ۲ کی تنقیح کے جواب میں درج ہے۔ یہ منظور ہے۔ کہ مباہلہ کے بعد فریقین کے مسلمہ قائم مقاموں کے دستخطوں سے۔ جو وقوع مباہلہ کا اعلان مع فہرست مباہلین اخبارات میں شائع ہوگا۔ اس میں لفظ مناظرہ و مناظرین کا اضافہ کر لیا جاوے۔

شرط نمبر (۱۵) کی تنقیح کا جواب۔ اس تنقیح میں آپ نے اثر مباہلہ کی تشریح چاہی ہے۔ جس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ مجوزہ مباہلہ سے

آپ کے مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند نے اپنے مخالفین کو مباہلہ کی دعوت دی۔ اور تمام علماء دیوبند نے اس کو جائز رکھا۔ اور اس کی سند میں قرآن مجید کو پیش کیا گیا تھا۔ اس وقت آپ لوگوں کے مدنظر اثر مباہلہ کی جو تشریح تھی۔ اور جو عرصہ اثر مباہلہ کے ظاہر ہونے کے لئے حجت شرعیہ کے رو سے آپ کے پیش نظر تھا۔ اس کو بیان کر دیا جائے تاکہ وہی اثر اور وہی میعاد مقرر ہو جائے۔ اور خواہ مخواہ بات لمبی نہ ہو۔ ہماری طرف سے اس مضمون پر مختلف اوقات میں ہماری تحقیق شائع ہو چکی ہے۔ جیسا کہ آپ بھی اپنے اشتہار میں اشارہ کرتے ہیں۔ اب صرف آپ کے خیالات کا اظہار باقی ہے۔

شرط نمبر ۱۶ کی تنقیح کا جواب چونکہ علمائے دیوبند کی طرف سے مولوی محمد احمد صاحب کی بیعت اور امامت کا اعلان اب تک نہیں ہوا۔ اس لئے ہم ان کے لئے امام و پیشوا کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر یہ اعلان ان کی طرف سے ہو گیا تو ہم آپ کی اس شرط کو قبول کر لیں گے۔ ورنہ اصل شرط کی پابندی کرنا ہوگی۔ جو یہ ہے کہ۔ "فریقین کے سلسلہ تمام مقاموں پر اپنے ابناء و نساء کا مباہلہ میں شامل کرنا واجب ہوگا۔ اور باقیوں کے لئے جائز۔"

شرط نمبر ۱۷ کی تنقیح کا جواب۔ اس شرط پر تنقیح کی گئی ہے۔ کہ "مباہلہ اور مناظرہ کی تاریخیں فریقین کے اتفاق سے بعد تنقیح مفہوم و اثر مباہلہ و تصفیہ شرائط تجویز ہونگی۔"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ بیشک تاریخیں فریقین کے اتفاق سے تجویز ہونگی۔ اثر مباہلہ کا فیصلہ ہم شرط نمبر ۱۵ کی تنقیح کے جواب میں کر چکے ہیں باقی مفہوم مباہلہ کے متعلق جو آپ کی یہ تحریر ہے۔ کہ "مجھکو مباہلہ کے مفہوم سے آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ بھی لکھا جاوے۔ کہ آپ نے اپنے اصول پر مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے" اس تحریر سے اور خاص کر آپ کے ان الفاظ سے "کہ مجھکو مباہلہ کے مفہوم سے آگاہ کیا جائے" سخت تعجب ہوا۔ وجہ یہ کہ آپ اس وقت تک لفظ مباہلہ کو بیسیوں مرتبہ استعمال کر چکے ہیں۔ دیکھئے آپ نے جو پہلا اشتہار شائع کیا۔ اس کا عنوان ہی یہ رکھا تھا کہ "کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کریگی" پھر اشتہار نمبر ۳ میں ہم کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے شائع کیا تھا کہ "خود قرآن کریم میں غور کرو۔ اس کا طرز اور اس کا نظم واضح طور پر بتلاتا ہے کہ مباہلہ کی دعوت کس وقت اور کن لوگوں کے مقابلہ میں ہونی چاہیئے" اگر آپ کو دارالعلوم دیوبند کا مدرس ہوتے ہوئے اب تک مباہلہ کا مفہوم بھی معلوم نہیں تھا۔ تو آپ ہی سوچیں۔ کہ آپ کی تحریروں میں یہ لفظ بار بار کیونکر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اور کس مفہوم کو مدنظر رکھ کر آپ نے یہ لکھا تھا کہ "کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کریگی" پھر ہم کو تو آپ نے یہ ہدایت کی کہ قرآن کریم واضح طور پر بتلاتا ہے۔ کہ مباہلہ کی دعوت کس وقت اور کن لوگوں کے مقابلہ میں ہونی چاہئے۔ اور خود آپ کا یہ حال ہے۔ کہ آج ہم سے پوچھتے ہیں کہ "مجھکو مباہلہ کے مفہوم سے آگاہ کیا جائے۔" اگر آپ کو حقیقتاً مباہلہ کے مفہوم سے آگہی نہ تھی۔ تو دیوبند کے ان علماء سے ہی آپ دریافت فرما لیتے۔ جن کی طرف سے آپ مباہلہ کے معاملہ میں قائم مقام مقرر ہوئے ہیں۔ یا مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ہی مباہلہ کا مفہوم پوچھ لیتے۔ جن کی نسبت آپ نے اپنے پہلے ہی اشتہار میں لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے مخالفین معاندین سے فیصلہ حق و باطل کی صورتیں لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ "یہ بھی نہ ہو سکے تو فیصلہ کی صورت مباہلہ ہے"۔ پھر کیا آپ کو اپنے یہ الفاظ بھی یاد نہیں رہے۔ کہ علمائے دیوبند مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں (ملاحظہ ہو اپنا اشتہار ۱۲ جنوری ۱۹۱۹ء) اگر آپ کو مباہلہ کا مفہوم ہی معلوم نہ تھا تو علمائے دیوبند کی طرف سے آپ نے یہ اظہار آمادگی کس امر کے متعلق کی تھی۔ اسی طرح آپ کا ہم سے یہ دریافت کرنا کہ ہم نے مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے۔ یہ بھی کچھ کم تعجب انگیز نہیں۔ کیونکہ دلائل خواہ کوئی ہوں۔ جب ایک بات کو آپ اور ہم بالاتفاق فیصلہ کی آخری صورت سمجھتے ہیں۔ تو اس بحث کے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے کہ آپ نے یا ہم نے مباہلہ کا قطعی فیصلہ کن ہونا کن دلائل سے سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں ہم سے پہلے آپ کے مولانا حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم دیوبند تسلیم کر چکے ہیں کہ "معاندین کو باہمہ کوئی دلیل اور حجت روکنے والی نہیں۔ تو پھر صورت فیصلہ وہی ہے جس کی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ ان لوگوں کے ہوا تھا جن کا جحود و عناد اور کج بحثی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کہ کوئی قوی اور روشن دلیل بھی ان کے لئے مفید نہ تھی۔ پس جماعت معترضین بجد افیر باجمع ہو جائے اور بموافق شرائط وقواعد مباہلہ کرے۔ جماعت دیوبند تیار ہے۔"

اور اس کی تصدیق آپ خود اپنے اشتہار نمبر ۳ میں کر چکے ہیں اور اس سے پہلے اشتہار میں بھی آپ شائع کر چکے ہیں۔ کہ "فیصلہ کی آخری صورت مباہلہ ہے" جس سے ظاہر ہے کہ آپ مباہلہ کو آخری صورت فیصلہ کی مانتے ہیں۔ پس اب آپ کو "تنقیح مفہوم اور اثر مباہلہ" کی بحث میں خواہ مخواہ نہیں پڑنا چاہئے۔ آپ مہربانی فرما کر شرائط مباہلہ کو منظور کیجئے تاکہ تصفیہ شرائط ہو کر فریقین کے اتفاق سے تاریخیں مقرر کی جا سکیں۔

نوٹ دلائل کے متعلق جو تشریح آپنے چاہی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ فریقین جو دلائل چاہیں بیان کریں دوسرے فریق کے نزدیک جو دلیل صحیح نہ ہو اسکی تردید کر سکتا ہے۔

خاکسار غلام نبی ایڈیٹر الفضل قادیان دارالامان ۶ مارچ ۱۹۱۹ء مطابق ۳ جمادی الآخری ۱۳۳۷ھ

تصدیق { مجھے اس مضمون کے اتفاق ہے۔ مدرسہ دیوبند کی طرف کو جو اشتہار شائع ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ چونکہ آئندہ کیلئے بھی ایڈیٹر الفضل کے مضامین کی تصدیق نہیں کی گئی

اس کے متعلق میں یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ شرائط کے تصفیہ کیلئے تو ایک شخص کو میں اپنا قائم مقام تسلیم کر سکتا ہوں۔ باقی رہی یہ تحریر کردہ جو کچھ لکھ چکا ہے یا آئندہ لکھیگا اس سے

مختصر روئداد جلسہ سالانہ

منعقدہ ۱۵-۱۶-۱۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

اس دفعہ ۱۹۱۸ء کا سالانہ جلسہ بجائے ماہ دسمبر کے آخری ایام کے مارچ ۱۹۱۹ء کی ۱۵-۱۶-۱۷ تاریخوں میں ہوا۔ اگرچہ اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ رودن چھٹی کے تھے۔ تاہم خدا کے فضل و کرم سے یہ اجتماع ایسی شان و شوکت سے ہوا۔ جو گذشتہ سالوں سے بہت بڑھکر تھی۔ دور دور کے احباب ہمیشہ سے بہت زیادہ تعداد میں شریک ہوئے مثلاً جدہ بمبئی۔ کلکتہ۔ [illegible] کوہ۔ اور ہندوستان کے دیگر علاقہ جات کے اصحاب خاص تعداد میں مع مستورات تشریف لائے۔ جلسہ کے اجلاس حسب معمول مسجد نور میں ہوئے۔ جہاں گیلریوں کے ذریعہ جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔ اور شامیانوں سے سایہ کیا گیا تھا۔ چونکہ ۱۴۔ تاریخ جمعہ تھا۔ اس لئے بہت سے احباب اسی دن تشریف لے آئے۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھا۔ جو انشاء اللہ مفصل عنقریب شائع کیا جائیگا۔

جلسہ کا پہلا دن

۱۵ مارچ کو اگرچہ جلسہ کی کارروائی پروگرام کے مطابق دوپہر سے شروع ہونا تھی۔ لیکن احباب کے اجتماع کثیر کے باعث مناسب معلوم ہوا کہ اس دن صبح سے ہی جلسہ کی کارروائی شروع کر دیجائیگی۔ چنانچہ ۱۵ کی صبح کو مسجد اقصیٰ میں جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی پرجوش تقریریں ہوئیں۔ ۹ بجے کے قریب کھانا کھانے کے لئے یہ جلسہ برخاست ہوا۔ اور پھر حکیم صاحب موصوف نے اپنی بقیہ تقریر جلسہ گاہ میں کی۔ حکیم صاحب نے جس فصاحت اور بلاغت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور نشانات کو بیان کیا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ سامعین نے آپکی تقریر نہایت توجہ اور شوق سے سنی۔ اس کے بعد نماز کے لئے جلسہ برخاست ہوا اور ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی گئی۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن شروع ہوئی۔ حافظ جمال احمد صاحب اور جناب سید بشارت احمد صاحب سکرٹری جماعت حیدرآباد دکن کے کلام اللہ کی تلاوت کرنے۔ اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی کے اپنی فارسی نظم سنانے کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعود کے موضوع پر نہایت مدلل اور موثر تقریر فرمائی آپ کا عالمانہ انداز بیان مستغنی عن التوصیف ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں آپکی تقریر کا خلاصہ نذر احباب ہوگا۔ جناب حافظ صاحب کی تقریر کے بعد ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائل پوری نے اپنی نظم سنائی۔ اور اس پر اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ کا دوسرا دن

۱۶ مارچ زیر صدارت جناب مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر بھاگلپور کالج جلسہ کی کارروائی ۹ بجے کے قریب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد جناب پریذیڈنٹ صاحب نے مختصر تقریر میں مختلف صیغہ جات کی رپورٹ کو توجہ اور غور سے سننے کے لئے احباب کو تاکید کی۔ اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے جنرل سکرٹری جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے صدر انجمن کی مطبوعہ رپورٹ کے بوجہ تنگی وقت جستہ جستہ مقامات سنائے۔ اور مفصل حالات معلوم کرنے کے لئے دفتر سکرٹری سے مطبوعہ رپورٹ حاصل کرنے کی تاکید کی۔ اس دفعہ صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ کا جلسہ کے عین موقعہ پر شائع ہونا قابل تعریف بات ہے۔ جناب جنرل سکرٹری صاحب کے بعد محکمہ جات نظارت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا شیر علی صاحب بی۔ اے نے ان محکموں کے قیام کے بواعث اور ضروریات کا ذکر فرمایا۔ اور اس وقت تک جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس کو پیش کیا۔ اور صیغہ تالیف و اشاعت کی رپورٹ بحیثیت اس صیغہ کے ناظم ہونے کے مفصل سنائی۔

آپ کے بعد جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل نے امور عامہ کی رپورٹ سنائی۔ اور شیخ صاحب کے بعد شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے بی ٹی نے صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ سنائی۔ ان رپورٹوں کے بعد جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے احمدی مشنری لنڈن نے جمع قرآن کے موضوع پر نہایت محققانہ تقریر کی۔ اور ان اعتراضات کے نہایت معقول اور مدلل جواب دیئے۔ جو اہل یورپ قرآن کریم کے جمع کرنے کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ اس تقریر کا خلاصہ بھی احباب کی خدمت میں انشاء اللہ پیش کیا جائیگا۔

چوہدری صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ نماز ظہر و عصر کے لئے برخواست ہوا۔ نماز کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے صدر جناب خانبہادر شیخ محمد حسین صاحب جج کانپور تھے۔ جناب صاحب نے اپیل پیش کی اور پندرہ ہزار نقد چندہ ہوا جو خدا کے فضل و کرم سے گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تشریف لے آئے۔ پہلے حضور نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ [illegible] اور پھر عرفان الٰہی کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ میرا منصب نہیں کہ میں اس پاک تقریر کی تعریف کروں۔ حضور نے باوجود علالت طبع کے دو گھنٹہ سے زیادہ تک وہ حقائق و معارف بیان فرمائے کہ آج دنیا ان کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اس پاک تقریر کا خلاصہ بھی آئندہ احباب ملاحظہ فرمائینگے۔

جلسہ کا تیسرا دن

اس دن [illegible] اجلاس کے صدر جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل تجویز ہوئے تھے اس دفعہ جلسہ [illegible] غیر مبایعین آئے تھے۔ اور ان کی

درخواست تھی۔ کہ حافظ روشن علی صاحب کی تقریر "اختلاف مابین مبایعین و غیر مبایعین" پر ہمارے آدمی کو ایک گھنٹہ تقریر کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔ یہ درخواست ان لوگوں کی طرف سے تھی جو اپنے جلسہ میں باوجود پروگرام میں مبایعین کے لئے بولنے کا وقت رکھنے کے ہماری طرف سے بولنے والے کو بڑے زور اور اصرار کے بعد بھی چند منٹ سے زیادہ دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن ان کی درخواست کو بڑی فراخ حوصلگی سے اس شرط پر منظور کر لیا گیا۔ کہ جو تقریر جناب حافظ صاحب فرمائیں گے اسی پر تقریر کرنی ہوگی اس کے علاوہ کسی طرف نہ جانا ہوگا۔ اگرچہ ہمارا جلسہ بحث و مباحثہ کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ جماعت احمدیہ کو اس کے فرائض سے آگاہ کرنے۔ اور ضروری امور کی تعلیم دینے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے کسی کے لئے مناظرہ کے لئے وقت نہیں رکھا جاتا۔ اور پھر ان لوگوں کو اس مقدس سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنے خیالات فاسدہ کے اظہار کا موقعہ دینا جنہوں نے سلسلہ حقہ سے بغاوت اختیار کی ہے۔ اور جن کا دن رات کام ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو بٹہ لگانا اور آپ کی پاک اور مطہر اولاد کو بدزبانی سے یاد کرنا ہے۔ کوئی ضروری نہ تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال سے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جماعت کو ہمارے خیالات سے آگاہ نہیں ہونے دیا جاتا اگر آگاہ ہونے دیا جائے۔ تو بہت لوگ ہمارے ساتھ متفق ہو جائیں انھیں اتنے بڑے مجمع میں پورا ایک گھنٹہ تقریر کرنے کے لئے اجازت دے دی۔ جتنا انھیں بطور خود میسر ہونا کبھی ممکن ہی نہیں۔ یہ اجازت صرف اس موقعہ کے لئے خاص طور پر تھی۔ تاکہ وہ بکلی ناامید ہو جائیں۔ اور سمجھ لیں کہ ان کے بیہودہ خیالات کی پرکاہ جتنی وقعت کرنے کے لئے بھی کوئی احمدی تیار نہیں بہرحال غیر مبایعین کو وقت دیا گیا۔ اور انھوں نے میر مدثر شاہ صاحب کو تقریر کرنے کے لئے منتخب کیا ان کے تیار ہو کر جلسہ میں آنے سے قبل جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے اپنا مضمون اس موضوع پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں پر کیا کیا احسانات کئے ہیں پڑھ کر سنانا شروع کیا جو ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ غیر مبایعین آ گئے اور جناب حافظ روشن علی صاحب نے اختلافی مسائل پر تقریر شروع فرمائی آپ نے ابتدا میں مختصر طور پر بیان فرمایا کہ موجودہ اختلاف کا اصل سبب اور باعث ہوئے اور بتایا کہ ان لوگوں نے جو اب جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وقت میں اختلاف کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق کہ یہی سب سے بڑا اختلافی مسئلہ ہے۔ اور اس کے فیصلہ سے باقی باتوں کا آسانی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے آیت خاتم النبیین کو پیش کر کے بتایا کہ غیر مبایعین تو اسے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ لیکن دراصل اس سے آپ کی نبوت کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ جناب حافظ صاحب نے اس آیت کو نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان کر کے ثابت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے نہیں آئے تھے۔ کہ دروازہ نبوت بند ہو جائے۔ بلکہ اس لئے آئے تھے کہ آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا یہ انعام حاصل ہو۔ اور آپ کی اتباع اور فرمانبرداری سے نبوت مل سکے اس کے علاوہ چند ایک ان آیات کے بھی صحیح معنی اور مطلب بیان کیا جن سے غیر مبایعین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا استدلال کرتے ہیں۔ نیز قرآن کریم کی دوسری آیات سے نبی کے آنے کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد لا نبی بعدی والی حدیث پر بھی روشنی ڈالی اور بالآخر حضرت مسیح موعود کی کتب کے حوالوں کے لئے آپ ہی کا قائم کردہ ایک اصول پیش کر کے بتایا۔ کہ آپ نے نبوت سے جہاں جہاں انکار کیا ہے۔ وہ کن معنوں میں کیا ہے۔

جناب حافظ صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ نے غیر مبایعین کے مجوزہ مناظر میر مدثر شاہ صاحب کو اجازت دی کہ وہ ایک گھنٹہ میں حافظ صاحب کے بیان کردہ دلائل پر جرح کریں۔ اور ان پر جو شبہات ہوں۔ انھیں پیش کریں۔ مگر مدثر شاہ صاحب نے حافظ صاحب کے دلائل کو چھوا بھی نہ بلکہ کچھ اور ہی تقریر شروع کر دی۔ جو حضرت مسیح موعود کی کتاب اور یہودیانہ تحریف اور ان کی کوتہ دماغی کا ایسا نمونہ تھی کہ ہر شخص پر ان کے بیان کی نامعقولیت ظاہر ہو رہی تھی۔ جب وہ ایک گھنٹہ تقریر کر چکے تو صدر جلسہ جناب میر محمد اسحاق صاحب نے فرمایا کہ اب وقت حافظ صاحب کا تھا کہ وہ جواب دیں۔ مگر چونکہ مدثر شاہ صاحب حافظ صاحب کی کسی دلیل کو توڑ نہیں سکے۔ اس لئے ضرورت نہیں۔ کہ حافظ صاحب جواب دینے کی تکلیف کریں میں ہی کچھ عرض کرتا ہوں۔ جناب میر صاحب نے مدثر شاہ صاحب کی بیان کردہ باتوں کی وہ دھجیاں اڑائیں کہ اور تو اور غیر مبایعین کا امیر سفر شیخ مولا بخش لائل پوری بھی اپنی اس کھلی ندامت کو برداشت نہ کر سکا اور معہ چند اور ساتھیوں کے سٹیج سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

جناب میر صاحب نے اپنی تقریر میں جہاں اور کئی طریق سے مدثر شاہ کا ناطقہ بند کر دیا۔ وہاں یہ بھی فرمایا۔ کہ جناب حافظ صاحب نے بخاری کی حدیث اذا ہلک قیصر کی جو تشریح کی ہے اس کا مدثر شاہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ مگر ان کے پاس کوئی جواب ہے۔ تو میں انھیں چیلنج دیتا ہوں کہ اب پیش کریں۔ میں اس کے لئے انھیں وقت دینے کو تیار ہوں۔ اور خود بیٹھ جاتا ہوں۔ اس پر مدثر شاہ صاحب نے چوں تک نہ کی۔ اور جناب میر صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے ایک ایک بات کی ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ تردید فرمائی۔ کہ سامعین عش عش کر اٹھے اور غیر مبایعین ندامت اور شرمندگی کے مارے پانی پانی ہو گئے۔ یہ کارروائی بھی قلمبند کر لی گئی ہے۔ جو انشاء اللہ مفصل طور پر شائع کی جائیگی۔ جناب میر صاحب کی پریذیڈنشل تقریر کے بعد جب جلسہ نماز کیلئے برخاست ہوا تو میر مدثر شاہ لانبی بعدی کی حدیث لیکر تقریر کرنے لگا جس پر اسے کہا گیا کہ بجائے اذا ہلک قیصر کی جو تشریح کی ہے اس کے خلاف تقریر کرو کیا چیلنج دیا گیا ہے اگر اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو لیکن اس پر بولنے کیلئے تیار نہ ہوا اور وہ اور اس کے ساتھی سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے بھاگ گئے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ باہر آ کر ان سے بعض ناشائستہ حرکات بھی ظاہر ہوئی ہیں۔ جن کے متعلق اگر ضرورت ہوئی تو آئندہ لکھا جائیگا۔

جناب میر صاحب کی پریزیڈنشل تقریر کے بعد جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ اور ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس جلسہ کے صدر جناب سیٹھ ابوبکر یوسف جمال آف جدہ تھے۔ پہلے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا اور پھر حضور نے تقریر شروع فرمائی جو تقریر مختلف امور کے متعلق تھی۔ یہ تقریر کیسی تھی۔ اور اس نے سامعین پر کیا اثر کیا۔ یہ مجھ سے نہ پوچھئے کہ میں اس مختصر روئداد میں اس کے متعلق کچھ بیان کرنا اس کی شان کو کم کرنا سمجھتا ہوں۔ جلسہ میں شامل ہونے والے ہر ایک فرد سے جو آپ اول سے دریافت کیجئے کہ وہ کیا سحر تھا کیا اعجاز تھا۔ جس نے تمہیں ایک عالم نور کی سیر کرائی۔ اور تمہارے اندر جوش اور ولولہ کی لہر دوڑا دی۔ کوشش کی جائیگی کہ جلسہ کی مفصل کارروائی شائع کرتے ہوئے اس تقریر کا بھی کسی قدر ذکر کیا جائے جو در اصل سمندر میں سے قطرہ کے برابر ہوگا۔

بعد اختتام تقریر سیدنا حضرت امام نے معہ حاضرین بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اور اس پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ خدا کے فضل وکرم سے امسال جلسہ ہر رنگ اور ہر طرح نہایت کامیاب اور شاندار ہوا۔ باوجود اس کے کہ سرکاری ملازمین کے لئے خصوصاً اور زمیندار طبقہ کے لئے عموماً ان ایام میں فراغت سخت مشکل تھی۔ اور دور دراز علاقوں کے اصحاب کے لئے تو جلسہ میں شامل ہونا بہت ہی مشکل تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے دور دور سے احباب کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ اور حاضری گذشتہ جلسہ کی نسبت جو دسمبر کی رخصتوں میں ہوا بڑھ کر تھی۔ اور خاص کر مستورات تو گذشتہ سال کی نسبت زیادہ تعداد میں آئیں۔ اسی طرح اس سال جو نقد چندہ وصول ہوا وہ پہلے سالوں کی نسبت بہت بڑھ کر ہے یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل ہوا اور ہمارے لئے سجدات شکر بجا لانیکا باعث ہے تاکہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت بیش از بیش ہمارے شامل حال رہے اور ہمارا ہر قدم آگے اور ہر ہاتھ اوپر ہی اوپر پڑے۔

حسن نظامی کی آنکھ میں

وہی حسن نظامی جو عرصہ ہوا امام جماعت احمدیہ کی زبردست تحریروں سے چپ ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ اب ہمارے اور علمائے دیوبند کے معاملہ مباہلہ کی گفتگو ہوتے دیکھ کر پھر گن گنائے ہیں۔ اور اخبار آفتاب لاہور مورخہ ۸ مارچ میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جو در حقیقت بڑے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس کی شہادت ہم کسی بیرونی گواہ کے ذریعہ نہیں پیش کرتے۔ بلکہ خود حسن نظامی کے اپنے ہی الفاظ پیش کرتے ہیں۔

بے نتیجہ مضمون

حسن نظامی نے مذکورہ بالا مضمون کا عنوان رکھا ہے "قادیان کے کان کے پاس" اور اسے ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔ "ایڈیٹر صاحب آفتاب کی مفید خاص و عام تحریروں کا حرج ہوگا۔ اگر میں اس بے نتیجہ مضمون کو طوالت سے لکھوں"

اس سے ظاہر ہے کہ وہ خود اپنے اس مضمون کو بے نتیجہ یعنی لغو سمجھتے ہیں۔ ایسے فضول مضمون کی بے سروپا باتوں پر ہم کچھ نہ لکھتے۔ لیکن چونکہ حسن نظامی کی آنکھ میں تنکا نہیں بلکہ شہتیر نظر آ رہا ہے۔ جسے نکالنا ہمدردی کے لحاظ سے ہم ایک نتیجہ خیز کام سمجھتے ہیں۔ اس لئے مختصر طور پر کچھ عرض کرتے ہیں۔

حسن نظامی کی آنکھ میں قوت باصرہ

ہے یا نہیں اس کے متعلق بھی خود انہیں کی تحریر سے فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ آپ اپنی مضمون نویسی کی تھیلی یا مضمون نگاری کی کان سے نکال کر یہ الفاظ لکھتے ہیں۔ "قادیان کے کان کے پاس آ کر ایک بہرے آدمی کی حالت کا تصور کر کے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس نے اپنی اشاعت کا یہ بہت بے ڈھنگا طریقہ اختیار کیا ہے کہ خواہ مخواہ دوسرے مسلمانوں کو مباہلہ کے لئے بلاتا ہے [illegible] ادھر متوجہ ہوتے ہیں تو اونچا سننے والوں کی طرح سنی ان سنی کر دیتا ہے"۔

ہم بڑے افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر حسن نظامی کی آنکھ میں قوت باصرہ ہوتی تو وہ ہرگز یہ نہ کہتے۔ کیا کبھی ان کی سنی کو ان سنی کیا گیا ہرگز ہرگز نہیں۔ چنانچہ حسن نظامی خود اسی مضمون میں مفصل ہی لکھتے ہیں۔

"میرے خلاف قادیان اور اس کی پراگندہ امت نے سینکڑوں بے سروپا اشتہار شائع کئے"

پھر کیا علماء دیوبند کے اشتہارات کے جواب بس نہیں شائع ہو رہے ہیں۔ اب اگر حسن نظامی صاحب نہ دیکھیں یا نہ دیکھ سکیں تو ان کا اور ان کی آنکھوں کا قصور ہے۔ ع

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حسن نظامی اور مباہلہ

حسن نظامی صاحب تحریر فرماتے ہیں

"میں نے جب دیکھا کہ قادیان بیہودہ بازوں کی سی شرائط پیش کر کے وقت ضائع کرنا چاہتا ہے۔ اور مباہلہ کی طاقت اس میں نہیں تو خاموش ہو گیا"

اللہ اللہ کیا زبان صداقت ہے۔ اور کس قدر راستگوئی ہم اس کے متعلق بھی حسن نظامی صاحب کے ہی الفاظ سناتے ہیں۔ جو مباہلے کے بارے میں انہوں نے اخبارات میں شائع کرائے تھے۔ منصف حضرات خود اندازہ کر لیں گے۔ کہ حسن نظامی نے کس طرح فرار کیا۔ اور کیونکر منہ چھپایا۔ اور کیسی کیسی قلابازیاں کھائی ہیں

حسن نظامی کی قلابازیاں

حسن نظامی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو مخاطب کر کے پہلے تو یہ لکھا کہ

"اگر تم کو یہ مباہلہ منظور ہو تو ربیع الاول [illegible] کی چھٹی تاریخ اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف آ جاؤ" (نظام المشائخ محرم نمبر)

اور خود ہی یہ بھی شائع کرایا کہ

"میں نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی ہے

چھ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کو بمقام اجمیر میرزا قادیانی صاحب کو بلایا ہے۔"

اخبار پبلک ۱۰ دسمبر

لیکن اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پہلی ہی تحریر شائع ہونے پر سنخ پھر گیا اور حواس باختگی کے عالم میں یوں لکھ مارا کہ

"میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان (حضرت خلیفۃ المسیح) کو چیلنج نہیں دیا تھا۔ نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا۔"

پھر شرائط کے متعلق لکھا

"میں نے ان کی تیرہ کی تیرہ شرطیں قبول کر لی ہیں۔ اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا۔"

اور پھر خود ہی بعض شرطوں کے قبول سے یوں گریز کیا کہ

"حاصل یہ کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچ ہزار روپیہ جمع کرنے کی شرطوں کو تو موقوف کر دیجئے۔ یا میری سابقہ ترمیم کے مطابق رکھئے۔"

اسی طرح ایک طرف تو یہ لکھا کہ:۔

"میاں صاحب کو خیال اور سچا خیال ہے کہ حسن نظامی پانچ ہزار روپیہ جمع نہیں کر سکتا۔"

اور یہ کہ

"ہزار آدمیوں کے لانے کی کیا ضرورت ہے یہ ایک طرح کا اسراف ہے۔"

مگر اس خیال کی خود ہی تغلیط کر دی۔ اور لکھا

"میں پانچ ہزار روپیہ بھی لے کر آؤنگا۔ اور ایک ہزار آدمی بھی۔"

کچھ اور بھی

ہم چاہتے تو حسن نظامی کی بہت سی قلابازیوں یا الٹی قرابازیوں کا نمونہ پیش کرتے مگر اس غریب کی قابل رحم حالت پر ہمیں ترس آتا ہے۔ اس لئے المختصر کہتے ہوئے مباہلہ کی گفتگو کے زمانہ میں ان کے حواس باختہ ہونے کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

نیا جغرافیہ

حسن نظامی نے ایک بار اسی مباہلہ کی تحریرات میں لکھا کہ

"ساری دنیا میں اٹھارہ ہزار قادیانی ہیں"

لیکن جس مضمون میں اوپر کا فقرہ لکھا اسی میں ایک سطر کے بعد لکھا ہے کہ

"سرکاری مردم شماری کی رو سے وہ سارے ہندوستان میں اٹھارہ ہزار ہیں"

سبحان اللہ پہلے ساری دنیا میں اٹھارہ ہزار احمدی بتلائے اور پھر سارے ہندوستان میں اٹھارہ ہزار بتا رہے ہیں۔ حسن نظامی کے نئے جغرافیہ میں شاید ہندوستان ہی ساری دنیا ہے۔

اسی طرح ایک بار لکھا

"خلیفہ قادیان کے ہمراہ گنتی کے چند آدمی رہ گئے ہیں۔"

گویا کوئی معتد بہ جماعت۔ یا کوئی بڑی طاقت نہیں۔ حالانکہ پہلے خود ہی طاقت قادیان سے مرعوب ہو کر لکھا تھا۔

"اہل قادیان سے میری خانہ جنگی نہیں ہے بلکہ جہانہ جنگی ہے۔ سارے جہان کو جس قوت مریبہ وفنائیہ کا خوف لگا ہوا ہے۔ میں اسکو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دنیا کے قوائے حربیہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ تو دنیا کو امن نہیں ملیگا۔ جتنا کہ قادیان کی طاقت زیر و زبر ہونے سے مل سکتا ہے۔" (دیش ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء)

آخر

بیچارے حسن نظامی کو قادیان کی طاقت کے زیر و زبر کرنے کی بجائے خود ہی بری طرح نیچا دیکھنا پڑا۔ اور وہ ندامت کا داغ اپنی پیشانی پر آپ ہی لگا کر کانوں پر ہاتھ رکھ کر مفرور ہو گیا۔

اب

اسی مباہلہ کی بابت جسے کہا تھا کہ یہ مباہلہ نہیں۔ پھر یہ بھی کہا تھا۔ میں نے ان کی تیرہ کی تیرہ شرطیں قبول کر لی ہیں اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا۔

اخبار آفتاب کے ذریعہ لوگوں کو اندھیرے کی طرف کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"میرے خلاف قادیان اور اس کی پراگندہ امت نے متعدد بے سروپا اشتہار شائع کئے۔ کہ حسن نظامی مباہلہ سے بھاگ گیا اور ہماری شرائط کو نہ مان سکا۔ حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ اور میں نے جب دیکھا کہ قادیان جوسے بازوں کی سی شرائط پیش کر کے وقت ضائع کرنا چاہتا ہے۔ اور مباہلہ کی طاقت اس میں نہیں۔ تو میں خاموش ہو گیا۔"

ماشاء اللہ کیا سچے دل سے نکلی ہوئی بات ہے الا لعنۃ اللہ علی المفترین الظالمین۔

کیا

خود غیر احمدیوں نے حسن نظامی کو اس نالائق حرکت پر شرم نہیں دلائی۔ وہ قسم کھا کر حلفیہ بیان شائع کریں۔ کہ کیا مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی نے انہیں خجل اور شرمندہ نہیں کیا کہ وہ مباہلہ کا چیلنج دیکر پھر کیوں خاموش ہو رہے پھر مباہلہ نہ ہونے پر اب حضور خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے اتفاقی مرض پر اچھلنا اور کامل صحت کے بعد اس بیماری سے خوش ہو کر اخبار میں مضمون دینا چھچھوراپن اور سفاہت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر جان ہے

تو اب دیوبندی مولویوں کے ساتھ مباہلین میں شریک ہو جاؤ ہم علمائے دیوبند سے بھی منظور کئے دیتے ہیں۔ کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ شریک کریں۔ ہاں علمائے دیوبند کو بھی چاہئے۔ کہ وہ حسن نظامی کی طرح جگر کھلانے سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔ اور ایک دفعہ پورے جوش اور تمام طاقت کے ساتھ مباہلہ ضرور بالضرور کر لیں۔

حسن نظامی نے اپنے اس مضمون میں جو آفتاب میں شائع کرایا ہے۔ تمام جماعت احمدیہ اور ہمارے

غیر ممالک کی برقی خبریں

قیصر کے خلاف مقدمہ پیرس ۱۱- مارچ - ہیوس ایجنسی مظہر ہے کہ جو کمیشن جنگ کی ذمہ داری کے متعلق تحقیقات کر رہا ہے۔ اس کی رپورٹ کے نتیجہ کے طور پر ڈچ گورنمنٹ سے قیصر کی حوالگی کا مطالبہ کیا جائیگا۔ تجویز یہ ہے۔ کہ عام قانون کے خلاف تمام جرائم کے متعلق قومی عدالتیں تحقیقات کریں۔ اور ایک بین الاقوامی عدالت ان تمام مقدمات کی تحقیقات کرے۔ جو سلطنتوں کے حکمرانوں اور سرکردہ جرنیلوں کے خلاف ہوں۔

برطانیہ کا سب سے بڑا ہوائی جہاز لندن ۱۲- مارچ - برطانیہ کے سب سے بڑے ہوائی جہاز آر ۳۳ نے جو ۷۰۰ فٹ لمبا ہے۔ ایک آزمائشی پرواز کی ہے۔ اور نصف گھنٹے میں ۳۱ میل کا سفر کیا ہے۔ یہ جہاز باوجود ناموافق موسم کے بڑی کامیابی سے زمین پر اُتر آیا۔

جرمنی میں بدامنی - کوپن ہیگن - ۲- مارچ برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ لگن برگ بلاٹز میں پولیس پریذیڈیم کے نواح میں تمام رات بھاری لڑائی ہوتی رہی اور آج صبح تک جاری رہی۔ دنف بیوریو کے کمپازیٹروں اور پرنٹروں نے کل شب سٹرائک کر دی۔

نیویارک کی سٹرائک کا خاتمہ ۔ مارچ - بحری مزدوروں کی سٹرائک کا اب خاتمہ ہو گیا ہے۔ ۸ گھنٹہ کا دن اور تنخواہ میں کچھ اضافہ منظور کیا گیا ہے۔

موسیو کلیمنشو پر حملہ کرنے والے کو سزائے موت پیرس - ۱۵- مارچ انارکسٹ کاٹن کو جس نے موسیو کلیمنشو کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی پیرس کے سوئم کورٹ مارشل نے سزائے موت دی ہے۔

سائبیریا میں لڑائی - ٹوکیو - ۸- مارچ جاپانی پیدل فوج کی دو کمپنیوں اور توپخانہ کی ایک باتری نے ۲۶- فروری کو الیگزیو سکو کے شمال میں ایک بولشویک فوج سے جو ان سے دس گنا زیادہ مضبوط تھی مقابلہ کیا

شدید لڑائی کے بعد جاپانی قریبًا تمام تباہ ہو گئے۔ ۵۰۰ بولشویک ہلاک اور مجروح ہوئے۔ جاپانیوں نے ۲۴- فروری کو بلیگو ویشچنسک کے مغرب میں بولشویکوں کے ایک زبردست دستہ فوج کو شکست دی

کورلینڈ میں لڑائی بعالی - ۱۱- مارچ برلن سے ایک نیم سرکاری تار مظہر ہے۔ کہ جرمن سپاہیوں نے شدید لڑائی کے بعد کورلینڈ میں بولشویکوں سے شرنڈن اور لائیچین کو چھین کر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور بولشویکوں کو سخت نقصان پہنچائے گئے۔

مسٹر ولسن کی واپسی پیرس ۱۲- مارچ مسٹر ولسن جمعرات کو بریسٹ نڈوسک میں اُتریں گے اور جمعہ کی صبح کو پیرس پہنچ جائیں گے۔

گلیشیا میں فساد - سٹاکہام ۷- مارچ ڈانسا کا اخبار ڈائی ڈیلی مارگن پوسٹ رقمطراز ہے۔ کہ مشرقی گلیشیا اور یوکرین میں شدید فسادات ہوئے ہیں پرسکوراف میں ۴ سو خاندان قتل کر ڈالے گئے

لمبرگ پر گولہ باری لندن ۱۱- مارچ - پوسن سے ۹- مارچ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اہل یوکرین نے کل لمبرگ پر شدید گولہ باری کی اور سو سے زیادہ گولے شہر میں پڑے۔ جن سے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

سر ڈگلس ہیگ کی خدمات لندن - ۱۲ مارچ - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سر ڈگلس ہیگ برطانیہ عظمیٰ کی افواج کے فیلڈ مارشل اور کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے ہیں۔ اور اُن کی جگہ سر ولیم رابرٹسن رائن کی برطانی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں۔

ایک فوجی ٹرین کی ٹکر ایتھنس ۵- مارچ برطانوی رخصت پر جانے والے سپاہیوں کی ٹرین جو روم کو جارہی تھی ایک دوسری فوجی ٹرین سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی۔ گیارہ انگریز سپاہیوں کی لاشیں تباہ شدہ ٹرین سے نکالی جاچکی ہیں۔ ۷۵ سپاہی زخمی ہوئے۔

سپاہیوں کی برطرفی - اب تک ۔۔۔ ۰۰۰ برطانوی

افسر اور ایک لاکھ ہندوستانی سپاہی تخفیف میں آچکے ہیں۔ ابھی سلسلہ جاری ہے۔

کانفرنس صلح کی کارروائی لندن - ۶- مارچ - ۵- مارچ کا پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ چونکہ مسٹر لائیڈ جارج واپس آ گئے ہیں۔ اس لئے اس کی اُمید کی جاتی ہے کہ اعلیٰ جنگی کونسل التوائے جنگ کے شرائط کو طے کرتے ہیں جو مشکلات درپیش ہو رہی ہیں اُن کو رفع کرنے میں پوری شمک ہو جائیگی۔ تاخیر کا اصلی سبب یہ ہوا کہ جو ماہرین مسودہ کو مرتب کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ ان کے خیالات ایک دوسرے سے متفق نہ ہو سکے۔ بعض نے عارضی شرائط کا مسودہ طیار کیا ہے۔ اور بقیہ مستقل شرائط کا مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کل یہ ضروری خیال کیا گیا کہ یہ شرائط پھر مارشل فوش اور ان کے مشیر کاروں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ جن سے اس کی اُمید کی جاتی ہے کہ دونوں مسودات کو ایک میں شامل کرکے کل کی کونسل کے سامنے پیش کریں گے۔ اخبار ٹیمس اس اُمید کا اظہار کرتا ہے۔ کہ مسٹر لائیڈ جارج کونسل سے ایسے اختیارات کا نفاذ چاہتے ہیں۔ کہ جن سے بعجلت تمام ایسی تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ جو باعتبار تشویش آمیز حالات جرمنی کے لئے ضروری ہوں۔ اخبار "ٹیمس" کا بیان ہے۔ کہ مسٹر لائیڈ جارج جدید شرائط التوائے جنگ پر فورًا دستخط ہو جانا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ایک صورت ہے۔ کہ جس کے ذریعہ سے دول ناکہ بندیوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اور اتحادیوں کی عظمت محفوظ رکھ سکتی ہیں۔

جرمنی کا بحری بیڑہ لندن - ۷- مارچ - کرائی ڈیلی آر سے اپنی کل جو مباحثہ ہوا تھا اس میں مسٹر لائڈ جارج نے اسے تسلیم کیا کہ اگر انگلستان جرمنی کے چند جہازات خود لیگا تو اُسے امریکہ سے بحری سبقت کے مسئلہ میں سامنا کرنا پڑیگا۔

جرمنی کے تجارتی جہازات لندن ۸- مارچ منجانب اسپا جرمنوں نے بیان کیا کہ تجارتی جہازات کے حوالہ کرنے سے انکار کی وجہ یہ ہے کہ ۲۸ ہزار جرمن ملاح بالکل بیکار رہ جائیں گے

اشتہارات

حب اکسیر جنین ۱۲

یہ گولیاں مولانا نورالدین صاحب شاہی حکیم کی عمر بھر کی مجرب المجرب ہیں۔ جو گھر استقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دل کو پاش پاش کر دیتی تھی۔ یا قبل از وقت حمل ضائع ہو جایا کرتے تھے یا جن کے بچے پیدا ہونے کے بعد کچھ دن زندہ رہکر فوت ہو جایا کرتے تھے اور والدین سے بچے کی حد سے سے ناامید و مایوس ہو چکے تھے اب وہ سب گھران گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ کھرے ہوئے ہیں قیمت فی تولہ عہ

نظام جان عبدالرحمن کاغانی۔ قادیان ضلع گورداسپور

آنکھیں بڑی نعمت ہیں ۱۲

ان کی قدر کرو۔ اور اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اس کے علاج میں کوئی سستی نہ کرو خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا بفضل خدا اچھا تجربہ ہے۔ امراض کی تشخیص کے لئے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد مناسب دوا دیجاتی ہے۔ آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ ناخونہ۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ پھولا۔ جالا۔ ککرے۔ ضعف۔ بصارت۔ خارش چشم۔ وغیرہ امراض میں سے تشخیص شدہ شکایات کے لئے خاکسار کی مفصلہ ذیل ادویہ بفضل خدا نہایت مفید و سریع الاثر ہیں۔ جو بذریعہ وی پی بھیجی جاتی ہیں۔ دیگر امور ضروری کے لئے خط و کتابت سے طے فرمائیں۔

ککروں کا سرمہ فی تولہ عہ۔ گولی دافع ضعف بصر فی تولہ عہ خارش چشم کا انجن فی تولہ عہ سرمہ نوری ۔۔ فی تولہ عہ مرہم ۔۔ فی تولہ عہ

ملنے کا پتہ

حکیم محمد اسمٰعیل (گوردیالکا) قادیان ضلع گورداسپور

اشتہار زیر آرڈر ۲۰ قاعدہ ۵

باجلاس جناب عبداللطیف خانصاحب ایڈیشنل منصف صاحب درجہ دوم پشاور

دوکان موسومہ کرن سنگھ سادھو سنگھ تیل منڈی پشاور

بنام

ہدن بھیم چند چھوٹے لعل ساکنان احمد آباد

دعوے مالی ۵ر

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعاعلیہم سمن کی تعمیل سے عمداً گریز کرتے ہیں اور روپوش رہتے ہیں۔ اب عدالت ہذا میں تاریخ پیشی ۲۸-مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو مقرر ہوئی ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعاعلیہم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۸-مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو حاضر عدالت میں ہوکر اپنے مقدمہ کی پیروی وجوابدہی کریں ورنہ بصورت عدم حاضری مدعاعلیہم کارروائی یکطرفہ کیجاویگی تحریر ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۲۰ قاعدہ ۵

از پیشگاہ جناب عبداللطیف خانصاحب ایڈیشنل منصف درجہ دوم۔ پشاور

دوکان بھائی نرل سنگھ نرنجن سنگھ ولد بھائی نرل سنگھ ساکنان محلہ سیوا داس شہر پشاور

بنام

دوکان ہری سنگھ لکھمن سنگھ بذریعہ منگل سنگھ ولد ہری سنگھ ساکنان گوجرخان ضلع راولپنڈی مدعاعلیہم

دعوے ۵۰۰ ۱۲ ہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعاعلیہم عمداً سمن کی تعمیل سے گریز کرتے ہیں اور روپوش رہتے ہیں۔ اب عدالت ہذا میں تاریخ پیشی ۲۸-مارچ سنہ ۱۹۱۹ء مقرر ہوئی ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اسکے مدعاعلیہم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اگر تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہوکر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی نہ کریں گے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی

تحریر ۱۰-مارچ سنہ ۱۹۱۹ء مہر عدالت

"اتالیق"

احمدی بچوں کا ماہوار رسالہ خوبصورت اور موزوں تقطیع ۲۴ صفحے۔ دینی۔ اخلاقی۔ تندرستی۔ تعلیم تفریح ذہانت اور عقل کی باتیں۔ لطف ملاقات۔ عجیب و دلچسپ معلومات وغیرہ مختلف عنوان کے ماتحت ہر مہینے نئے مضامین جو قوم کے نونہالوں میں ترقی کا جوش پیدا کریں پاکیزہ خیالات اور اعلیٰ جذبات کو ابھاریں سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی منظوری سے حضرت ام المومنین زاد مجدہا کی سرپرستی میں دارالامان سے نکلتا ہے۔ اس میں بچوں کے اپنے مضامین بھی درج ہونگے۔ نیز ہونہار سعادتمند اطفال جماعت کے حالات ہر مہینے سب سے اچھا لکھنے والے طلبا کو انعام میں مفید و دلچسپ کتابیں دیجاینگی۔ ایڈیٹر ایک تجربہ کار سکول ماسٹر و اخبار نویس ہے قیمت عہ سالانہ محصول ڈاک نمونہ کا پرچہ دو آنہ کے ٹکٹ احمد حسین فریدآبادی قادیان ضلع گورداسپور

[illegible]

الفضل ایک ایسی جماعت کا آرگن ہے جو خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہے۔ اور جس میں ہر طبقے کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ اور مذہبی اخبار ہونے کی وجہ سے ہر شخص اس کا فائل محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینے سے تاجروں کو بہت فائدہ ہے۔ (منیجر)